OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 1 (January-March 2021)

منیر نیازی کی شاعری میں مذہبی عناصر: ایک حسیاتی مطالعہ
The Religious elements in Munir Niazi's Poetry :A Sensational Study

Shahnaz Akhtar

Doctoral Candidate Urdu, Govt. College Women University, Faisalabad

Dr. Zamurrad kausar

Professor, Department of Urdu, Govt. College Women University, Faisalabad

Abstract

Munir Niazi a legend personality of all ages, second to none. He wrote Ghazals, Nazms, blank verse, Film Songs, 2 lines and 4 lines poetry, etc. He was born in April 1928 and died in 26 December 2006. He wrote for news papers, magazines and radio as well In 1960. He established a publication institute 'Al- Misal' later on he associated with Pakistan T.V Lahore and stayed in Lahore till death Munir Niazi's poetry allows readers to express their inner feeling with the help of his beautiful poetry. He was the poet of religious values, feelings, nature, inner passions and 'ego' Several books are on his behalf. He was rewarded pride of performance award and Sitara-e-Imtiaz award. May his soul rest in peace.

Key Words: Legend, Meaningfulness, Ego, Maturity of thoughts anxiety, Mistry of words, Stress, Eternal peace, Nature

تمہید

تاریخ کے جھروکوں میں نظر دوڑائیں تو ایسی نایاب اور نابغۂ روزگار ہستیاں ہم سے بچھڑ گئی ہیں جن کا نعم البدل کوئی نہیں اور نہ ہی ان کی کمی پوری ہو سکتی ہے ان میں ایک نمایاں نام اُردو اور پنجابی ادب کی منفرد اور سرخیل شخصیت منیر نیازی کا ہے جن کی نظموں اور غزلیات نے ایک عالم کو اپنے سحر میں جکڑ رکھا ہے۔ حقیقی ادبی اقدار و روایات کے امین جو شاعری کو داخلی واردات کی کیفیات سی مزین کر کے اسے قبولِ عام و خاص کے درجے پر فائز کر دیتے ہیں۔ ایک خاص اور جداگاہ طرزِ احساس کے حامِل منیر نیازی نے ۹ اپریل ۱۹۲۸ء کو پنجاب کے ضلع ہوشیار پور میں جنم لیا۔ ان کا نام محمد منیر نیازی خان اور تخلص "منیر" ہے۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد منیر نیازی ہجرت کر کے پاکستان آگئے ان کی شاعری حقیقی رومانویت اور داخلی واردات کی

CC BY

آئینہ دار ہے۔ ان کی نظمیں اور غزلیں یکساں مقبولیت کی حامل ہیں۔

ادبی خدمات

منیر نیازی اپنی ذات میں منفرد و یکتا شاعر تھے۔ کسی ادبی تحریک، نظریے یا گروہ سے منسلک و وابستہ نہیں رہے ان کا مسلک صرف ادب کی خدمت کرنا تھا۔ وہ صرف اور صرف شاعر تھے۔ چاند، تارے، فلک، صحرا، سورج، میدان، خلا اور کھلی فضائیں ان کی شاعری میں معنویت کے نئے رنگ اُجاگر کرتے دکھائی دیتے ہیں جہاں سوچ اور تفکر کی گہرائیاں بھی ہیں اور وسعتِ نظر کی پہنائیاں تھیں۔ منیر نیازی کئی اخبارات و جرائد سے منسلک رہے۔ غزل اور نظم ان کی شاعری کے خاص میدان ہیں پابند نظمیں ہوں، آزاد نثری نظمیں ہوں یا گیت و قطعات۔ ہر شعبۂ ادب میں ان کی فکری وسعت اور فنی پختگی اپنے عروج پر دکھائی دیتی ہے۔ منیر نیازی کی شاعری کے ابتدائی دور میں ہندی دیومالا جب کہ بعد میں اسلامی اساطیر سے بھرپور استفادہ نظر آتا ہے۔ ان کی مشہور تصانیف میں:

- آغازِ زمستاں میں دوبارہ
- چھ رنگین دروازے
- ماہِ منیر
- سیہ شب کا سمندر شامل ہیں۔
- دُشمنوں کے درمیاں شام
- ایک لمحہ تیز سفر کا
- پہلی بات ہی آخری تھی

ان کی خدمات کے اعتراف میں حکومت کی طرف سے پرائیڈ آف پرفارمنس ایوارڈ اور ستارۂ امتیاز کے اعزازات سے نوازا گیا۔ منیر نیازی کی دل موہ لینے والی ہمہ جہت شخصیت ان کا شاعرانہ کمال، اختصار پسندی اور شاعرانہ وسیع اُڑانیں اہالیانِ ادب کے دلوں کی دھڑکن ہیں۔ منیر نیازی جیسا بے مثال، نابغۂ روزگار شاعر ۲۶ دسمبر ۲۰۰۶ء کو اپنے احباب کو داغِ مفارقت دے گیا۔

کل دیکھا اِک آدمی، اٹا سفر کی دھول میں
گم تھا اپنے آپ میں، جیسے خوشبو پھول میں (1)

شاعری کا سفر

قیامِ پاکستان کے پس منظر میں انسانی جانوں کا ضیاع اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے سیاسی خوف اور سماجی زندگی کی غیر متوازن و مبہم فضا نے منیر نیازی کو شعری تجربات کی طرف محوِ سفر کیا۔ ۱۹۵۹ء میں ان شعری تجربات کو مجموعہ کلام کی صورت میں "تیز ہوا اور تنہا پھول" کے نام سے لاہور سے شائع ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جس میں ان کی ذات کا عکس اور فکری رویے نمایاں ہیں۔ اس مجموعے میں شاعر تیز ہوا کی صورت سماجی زندگی کی ہولناکیوں اور سفاکیوں کو اُجاگر کرتے ہیں۔ اس کتاب کا اِنتساب "خدا کے نام" ہے جس کے ساتھ یہ قرآنی آیت "اِلٰہَ اِلّا انتَ سُبحَانَکَ اِنّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِین" کتاب کا انتساب شاعر کی مذہبی وابستگی اور مذہبی تشخص کا عکاس ہے۔ منیر نیازی نے اپنے دور کی بڑی بڑی ادبی تحاریک سے وابستگی کے برعکس اپنا جداگانہ نقطۂ نظر اپنایا، ترقی پسند ادبی تحریک اور حلقہ اربابِ ذوق لاہور دونوں تحاریک مذہب کے انسانی زندگی کے ساتھ انسلاک کو معمولی اہمیت دیتی تھیں جبکہ منیر نیازی کی مذہبی وابستگی اور انسانی زندگی پر مذہبی اثرات ان کی شاعری کا نمایاں وصف ہے۔

منیر نیازی اپنے خیالات و افکار میں اِنفرادیت کی حامِل شخصیت ہیں۔ وہ اپنی شاعری میں ایک ایسی منفرد فضا تخلیق کرتے ہیں جس میں خارجی اور باطنی احساسات کا ایک حسین اِمتزاج قاری کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا ہے۔ وضاحت اور طوالتِ کلام کی بجائے اختصار پسندی سے ذہنوں پر انمٹ نقوش رقم کیے ہیں۔ منیر نیازی کا امتیازی وصف ہے کہ وہ لفظون کے طلسم سے واقف ہیں۔ بے جا اصراف اور جوشِ خطابت کی بجائے جامعیت اور اختصاریت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی شاعری کو لازوال حسن سے مزین کیا ہے۔

دیواروں پر ہری بیل ہے　　اس سے اوپر تارے ہیں
سب سے اُوپر کھلا آسماں　　اور اُس کے نظارے ہیں (2)

بے چینی و اضطراب کے خاتمے کی شدید خواہش

منیر انسان کو تاریخ و تہذیب کے حصار میں مقید دیکھ کر ایک عجیب قسم کی بے چینی و اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ غلامی کی کیفیات ان کی حسی ادراک کے لیے تازیانہ ثابت ہوتی ہیں۔ انسانی جبلت تسکین کی طالب ہے نہ کہ جبر و انتقام کی۔ انسان کی چاہت ابدی سکون ہے۔ وہ خود کو دوسروں سی ممتاز رکھنے کی خواہش میں خود بھی بے چینی و بے قراری میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات اپنے ہم عصر انسانوں کے حقوق کو پامال کر کے خود غرضی، بے حسی اور بے رحمی سے انسانی اعلیٰ اقدار کی پامالی کا بھی موجب بنتا ہے۔ نئ معاشرت کا کھوکھلا پن منیر کی رُوح تک کو چھلنی کر دیتا ہے۔ وہ اس کیفیت میں بے اختیار کہہ اُٹھتا ہے۔

کوئی اور طرح کی بات کرو
دل جس سے سب کا بہل جائے
دھیان اور طرف کو نکل جائے

(3)

منیر کی شاعری کی مختلف جہات

منیر نیازی نے غزلیں کہیں، نظمیں لکھیں، قطعات لکھے، گیت لکھے اس کا ہر میدانِ سخن پڑھنے والوں کے لیے دلچسپی اور جانی پہچانی کیفیات کا آئینہ دار ہے۔ وہ بڑے اعتماد سے ہمارے درِ دل پر دستک دیتا ہے۔ یہ ہلکی سی دستک منیر نیازی کی شاعری کا سب سے بڑا وصف ہے۔ ایک ایک لفظ ایک ایک مصرع، ایک ایک لفظ آہستہ آہستہ قوتِ سامعہ کے پردے سے ٹکراتا ہے اور لہروں کی یہ گونج ایک طلسماتی فضا کی صورت سامعین کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی ہے جیسے:

جب میرا جی چاہے جادو کے کھیل دکھا سکتا ہوں
آندھی بن کر چل سکتا ہوں بادل بن کر چھا سکتا
ہوں
ہاتھ کے ایک اِشارے سے پانی میں آگ لگا سکتا (4)

ہوں

منیر کے حسی تجربات انحرافِ ذات کے مسئلوں کو سلجھانا چاہتے ہیں تا کہ شاعرانہ اِضطراب کو کسی طرح کی تسکین کا سامان میسر ہو وہ رومانیت پسند شاعر ہیں جن کے اوّلین کلام میں عشق و محبت کے تجربات جو بن پر ہیں، جیسے:

میرے سوا اس جگہ میں کوئی نہیں دل والا
میں ہی وہ ہوں جس کی چتا سے گھر گھر ہوا اُجالا
میرے ہی ہونٹوں سے لگا ہے نیلے زہر کا پیالا
(5)

اِنفرادیت کا امین شاعر

منیر اپنے وجود کی پر تین شاعری کی صورت تہہ در تہہ کھولتا چلا جاتا ہے اور حیرت کے نئے جہان وا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اپنے عہد کی پریشانیوں کو اپنے حسی اِدراک سے اُجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انھیں یہ خوش گمانی بھی ہے کہ شاید وہ اپنے عہد کے عیسیٰ و منصور ثابت ہو سکیں۔ جبر و قدر کی کیفیات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

تاج پہن کر شاہ بنوں یا گلیوں کا رہگیر
دیا بنوں اور جلوں میں یا زہریلا تیر
میرے بس میں ہے اب سب کچھ، موت ہے مری
اسیر
آسماں میری پاؤں تلے ہے، مٹھی میں تقدیر (6)

بے یقینی و بے چینی کی کیفیات کا شاعر

منیر نیازی کائناتی نظام کو شفاف و مربوط دیکھنے کے خواہش مند ہیں جو نجات دہندگی کا ضامن ہو۔ ۱۹۴۷ء کے ہجرت کے تجربے سے گزرنے کے بعد وہ اپنی حسیات کو شدید بے چینی کے عالم میں دیکھتے ہیں۔ اپنی تنہائی انھیں خدا کی تنہائی جیسی لگتی ہے جس کا اظہار کچھ اس طرح کرتے نظر آتے ہیں۔

اُداس ہے تو بہت خدایا
کوئی نہ تجھ کو سنانے آیا
وہ سُر جو تیرے اُجاڑ دل میں
چراغ بن کر چمک رہی ہے
کوئی نہ تجھ کو دکھانے آیا

(7)

کبھی کائنات، مظاہرِ قدرت اور خدا سی اپنے ربط و تعلق کو کچھ اس انداز سے نمایاں کرتے نظر آتے ہیں۔

لاکھوں شکلوں کے میلے میں تنہا رہنا میرا کام
بھیس بدل کر دیکھتے رہنا تیز ہواؤں کا کہرام
بن گیا قاتل میری لیے تو اپنی ہی نظروں کا دام
سب سی بڑا ہے نام خدا کا اس کے بعد ہے میرا
نام (8)

تخلیقی ذہن اور عہد ساز شاعری

منیر کی شاعری ہر عہد کے طرزِ احساس اور رویوں کے عطریات سے لبریز ہے۔ منیر ایک عہد ساز شخصیت ہیں جو بے معنی تفاصیل کے قائل نہیں۔ ہر عہد کا انسان منیر نیازی کی شاعری میں اپنی ذہنی اِستعداد کے مطابق تسکین کا سامان اور نئی جہات تلاش کر سکتا ہے۔ منیر نے انسانی کردار اور انسانی زندگی کی تمام کیفیات کا مشاہدہ کیا ہے، جیسے

زمین دور سے تارہ دکھائی دیتی ہے　　　رکا ہے اس پہ قمر چشمِ سیر بین کی طرح

فریب دیتی ہے وسعتِ نظر کی اُفقوں پر　　　ہے کوئی چیز وہاں سحرِ نیلمیں کی طرح(9)

فطرت کی دلآویزیوں کی عکاسی

مجموعہ کلام ''ماہِ منیر'' فطرت کی دلآویزیوں کا ایک مسلسل سفر ہے۔ منیر نیازی کی نظموں اور غزلوں کا ایک جہان آباد ہے۔ ''ماہِ منیر'' وسیع مناظر کی ایک وسیع کائنات ہے۔ ان کی شاعری میں فطرت کی دلآویزیاں

مہر کی پہلی کرن اُس آنکھ پر آکر پڑی　　　رنگ کچھ بدلا عجب اس چشمِ نم نے اس گھڑی
پرتوِ خورشید سے چمکے جھروکے شہر کے　　　پیپلوں کے باغ کے پتے ہرے ہونے لگے
بے وفائی خواب کی دل سے جُدا ہوتی گئی　　　اِک صدا مشرق کے میدان میں ہوا ہوتی گئی(10)

منیر کی شاعری میں نیلے سمندر اور اُس پر دھوپ کے شیشے کی چمک کا رشتہ کسی چشمِ نم پر مہر اولین کی طرح واشگاف ہیں۔ چاند کی روشنی کا مکانوں کی سیہ رنگت کے ساتھ پُراسرار ربط، کھلے مناظر، تیز ہوا، صحرا اور میدان نئی معنویت کے رنگ اُجاگر کرتے ہیں۔

یہ تو ابھی آغاز ہے جیسی اس پہنائے حیرت کا
آنکھ نے اور سنور جانا ہے رنگ نے اور نکھرنا (11)
ہے

منیر نیازی اپنے ہم عصر شعرا میں اِنفرادیت کے حامل قد آور شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی شاعری میں خاص / واردات، خاص تجربات، انا کا اجمال اور بازیافت کا شعور فن کے عروج پر نظر آتا ہے۔ منیر کی تیز دھار انفرادیت، انا کے اجمال میں لپٹ کر لاکھوں باشعور حساس اور غیر مطمئن افراد کی کیفیات کی عکاس ہے۔ منیر کی شاعری بظاہر مطمئن اور سادہ الفاظ کا مجموعہ ہے لیکن بین السطور گمبھیر سچائیوں کی مظہر ہے۔ منیر نے مذہب کی لازوال حقیقت پر بھی ”انا الحق“ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے قلم اُٹھایا ہے جو شاعر کے مذہب سے عقیدت و محبت کے جذبات کی آئینہ دار ہے۔

منیر کی مذہبی شاعری

قدرت کی بوقلمونیاں اور فطرت کی خارجی و باطنی مظاہر منیر نیازی کے شاعرانہ اسلوب کا خاص جُز ہیں۔ مذہب شاعر کے مشاہدات میں درجۂ کمال پر نظر آتا ہے۔ منیر کی شاعری محض اس کے مشاہدات سے عبارت نہیں بلکہ اس کے محسوسات کی آئینہ دار ہے۔ منیر کی شاعری، صداقت کی آئینہ دار ہے گویا منیر نیازی کی شاعری مذہب کے متلاشی افراد کے لیے رہنمائی کی خوشبو میں گھُل کر سفر کو آسان بنا دیتی ہے۔ منیر کی شاعری حبِ الٰہی سے مالامال ہے۔ قدرت کے مظاہر ان کی شاعری کا خاص جُز ہیں۔ سورج، چاند، ستارے مظاہرِ فطرت، حمدیہ نظمیں کسی عظیم ترین ہستی تک ادراک کے مراحل کی آئینہ دار ہیں جیسے:

اُس کا حکم جاری ہے زمینوں آسمانوں میں
اور اُن کے درمیاں جو ہیں، مکینوں اور مکانوں میں
ہوا چلتی ہے باغوں میں تو اُس کی یاد آتی ہے
ستارے، چاند، سورج ہیں سبھی اُس کے نشانوں میں
اُسی کے دم سے طے ہوتی ہے منزل خواب ہستی کی
وہ نام اِک حرفِ نورانی ہے ظلمت کے جہانوں میں
وہ کر سکتا ہے جو چاہے، وہ ہر اِک شے پہ قادر ہے
وہی برپا کرے گا حشر آخر کے زمانوں میں (12)

منیر کے جذبات فطرت کی دلآویزیوں سے لبریز ہیں۔ منیر کا کمالِ فن ہے کہ ان دیکھی دُنیاؤں کے پرتو اسے خوشبوؤں جیسی فضاؤں کے رنگوں کا اسیر بنا کر رنگ بکھیرنے والی ہستی کے قریب تر کر دیتے ہیں کہ وہ وہ بے اختیار کہہ اُٹھتا ہے کہ

تسکین اُتارتا ہے دلوں میں خدا کا نام
خوشبو بکھیرتا ہے گلوں میں خدا کا نام
دیتا ہے طائروں کو نواؤں کی دل کشی
رہتا ہے مثلِ حرفِ بشارتِ دم سحر
بادِ سحر کے ساتھ گھروں میں خدا کا نام

(13)

منیر نیازی کا دل، اس کی حسیات ان دیکھی ہستی کی عظمت کا شعور، شاعر کی اِنفرادیت اور شعوری اِدراک کے گواہ ہیں۔ شاعر کا تخلیقی وجدان عناصرِ فطرت اور مافوق الفطرت عناصر تخلیقی فضا کی تشکیل کرتے ہیں جسے مغربی نقاد طلسمی حقیقت نگاری (Magical Realism) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اُردو شاعری اور اُردو ادب میں منیر نیازی مذہبی حوالے سے بھی سربر آوردہ شخصیت ہیں۔ فنا اور بقا کے تصور اور وجود کی اہمیت کو اپنے منفرد انداز میں اُجاگر کرتے ہیں جیسے:

وجود کی اہمیت

تو ہے تو پھر میں بھی ہوں

میں ہوں تو یہ سب کچھ ہے

دُکھ کی آگ بھی، موت کا غم بھی

دل کا درد اور آنکھ کا نم بھی(14)

کہیں "حمدیہ" نظم میں عظمتِ الٰہی کچھ اس طرح اُجاگر کرتے ہیں:

طائروں کی دل سوزی   رہرووں کی جانکاہی
رات کی مناجاتیں   رنجشِ سحر گاہی
اِک طویل مستی کے   بے شمار حصے ہیں
ساری یاد اُس کی ہے   سارے اُس کے قصے ہیں(15)

خزاں اور بہار کی بدلتی رُتوں میں تیز ہوا کے جھونکوں میں فناوبقا کی کیفیات میں فطرت کی نیرنگیوں میں اور رُوح کی گہرائیوں میں ذاتِ باری کی جھلک شاعر کو اپنے حصار میں لیے رکھتی ہے۔ کہیں عشقِ رسول ﷺ میں گم ہو کر بے ساختہ کہہ اُٹھتے ہیں۔

میں جو اِک برباد ہوں آباد رکھتا ہے مجھے
دیر تک اسمِ محمد ﷺ شاد رکھتا ہے مجھے   (16)

منیر نیازی کی شاعری اور رُوح کی تڑپ کسی بے خواب راتوں میں حقائق کی تلاش میں سرگرداں رہی ہے۔ اس کے احساسات عالمِ بالا کی پہنائیوں کے امین ہیں۔ منیر نیازی کی شاعری میں شہر تحفظ وامان کی جگہ نہیں بلکہ انسانیت کو کچلنے والی ہیبت ناک مشین بن چکی ہے۔ اس بے کیف اور بے حس کیفیت سے چھٹکارہ صرف اس ذات کریم کی یاد میں ہے جو انسان کا ہمہ وقت ہالہ کیے رہتی ہے جیسے

بجلی کڑک کے تیغ شرربار سی گری
جیسے گھٹا میں رنگ کی دیوار سی گری (17)

منیرؔ شہروں سے باہر نکلنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ خواہشات وعلائق سے دشتِ بلاخیز کو پار کرکے ’نروان‘ حاصل کرنے کا درس دیتے ہیں۔ رُوح کی تڑپ محسوس کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ منیر نیازی کی شاعرانہ فضا میں کئی عناصر باہم متحارب ہیں۔ منیر نیازی کے شعری تجربے اجتماعی تخیل کے آئینہ دار ہیں۔ وہ خدا کے عذاب کی زد میں آئی بستیوں کو (جن کا ذِکر قرآنِ پاک میں آیا ہے) نمایاں انداز میں بیان کرتا ہے۔ اپنے عہد کے واقعات کو جہاں انسانیت سسک رہی ہے۔ جبریت کا دور دورہ ہے۔ تخیل کی ہم آہنگی سے شاعری کی زینت بناتا ہے کہیں ہم کلامی کے انداز میں کہتے ہیں:

سدا آئینے میں خود پر نظر رکھتا ہے کیا تو
ہمارے حال کی بھی خبر رکھتا ہے کیا تو (18)

کہیں ذوقِ عقیدت اس طرح احساسات کی زباں بن جاتا ہے:

وہ جو منکشف ہے جگہ جگہ
وہ جو سب سے آخری راز ہے (19)

منیرؔ کی شاعری میں جابہ جاوجہِ تخلیق کون ومکاں، ہستیٔ مکرم نبیٔ آخرالزماں ﷺ کی عقیدت چھلک چھلک پڑتی ہے۔ اپنی کم مائیگی کا احساس بھی ہے لیکن حبِ رسول معظم ﷺ چھلک چھلک پڑتی ہے، جیسے:

ایک بے رشتہ جہاں میں عالمِ خلقِ خدا　　اور اُس کے درمیاں اعلانِ فکرِ رہنما
وہ فضا اُس دور کی اُس میں جمالِ مصطفےٰ ﷺ　　جہل کی تاریکیوں میں شہر سا اِک نور کا
بابِ روشن اس قدر تھا اُس جہانِ حُسن کا　　رُعب دل میں اس قدر تھا اس بیانِ حُسن کا
حوصلہ مجھ میں نہ تھا تو بات کہتا کس طرح　　یہ مرا منصب نہ تھا تو نعت کہتا کس طرح (20)

منیر نیازی کی شاعری مدح وتوصیفِ الٰہی اور حبِ احمدِ مرسل ﷺ کی ثناخوانی سے لبریز ہے۔ جذبات وعقیدت بھرے الفاظ توصیف ومدحت کے سانچے میں ڈھل کر لازوال ہو گئے۔ منیرؔ کی حسیات اور فکری تصورات کا گرداب ہمہ وقت شاعر کو گھیرے میں لیے رہتا ہے۔

منیر نیازی زندہ جذبات کا شاعر ہے۔ وہ اشکِ رواں کی بات کرتے ہیں۔ مردہ دل اور مردہ ضمیر کو قہرِ الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ان کی شخصیت کا عکس موجزن رہا۔ ان کی شاعری جمالیاتی اظہار سے عبارت تھی۔ قدرت نے انھیں شاعری کی صفات سے مزین کیا تھا۔ اس لیے وہ آخر دم تک شاعری کرتے رہے۔ وہ اللہ کی بنائی زمین پر اس کی مخلوق کے ساتھ ہونے والی بے انصافیوں پر بلند آہنگ لب ولہجہ میں صدائے احتجاج بلند کرتے دکھائی دیتے ہیں:

اس شہر سنگ دل کو جلا دینا چاہیے
پھر اس کی خاک کو بھی اُڑا دینا چاہیے
ملتی نہیں پناہ ہمیں جس زمین پر
اِک حشر اس زمیں پر اُٹھا دینا چاہیے (21)

منیرؔ کو کچھ بھی نہیں چھپانا آتا وہ بیک وقت شاعر، ادیب اور صحافی تھے اُردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں شاعری کرتے رہے۔ منیر کی آواز کو اپنے ہم عصروں میں سب سے جداگانہ اور منفرد مقام حاصل ہے۔ سیکڑوں صداؤں میں منیرؔ کی شاعرانہ اِنفرادیت کا کوئی متماثل نہیں۔

خلاصۂ بحث

منیر نیازی نئے اُفق تلاشنے والا نئے افکار کا شاعر ہے جو تصورات کے گرداب میں غوطہ زن رہتا ہے۔ نئے تجربات اور نئے راستے شاعر کی سوچ کے لیے مہمیز کا کام کرتے ہیں۔ ایک تذبذب اور بے چینی کی کیفیت ہمیشہ شاعر کو اپنے حصار میں مقید رکھتی ہے۔ منیرؔ اپنی تنہائی اور تخلیق کے مقصد پر استفسار کرتے نظر آتے ہیں، جیسے

ساری زمیں سارا جہاں راز ہی تو ہے
یہ بود و ہستِ کون و مکاں راز ہی تو ہے
آنا رُتوں کا جا کے کوئی راز ہے عجیب
نخلِ بہار و برگ خزاں راز ہی تو ہے
بھیجا گیا ہے کون یہاں راز ہی تو ہے (22)

ہے کس کے انتظار میں بے چین سب جہاں

منیر خود کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں ہجرت کے ساتھ مراجعت بھی جُڑی ہوئی ہے۔ شاید میرے ہاں ہجرت کے ساتھ مراجعت کا دھیما تصور بھی شریک ہو گیا پھر ایک اور بہتر جہان کی طرف مراجعت، گویا شاعر کے تخلیقی افکار میں ایک جہان بس گیا ہو جسے وہ شاعری کے قالب میں ڈھالتا چلا گیا۔ اعترافِ ذات اور انکشافِ ذات شاعر کی حسیات کا محور و مرکز ہے۔ مکان و مکیں کی کیفیات سے باہم متصادم رہتے ہوئے استعجاب و اجنبیت میں غوطہ زن رہتے ہوئے بھی اپنی ذات کی بے توقیری نہیں چاہتا:

جو مجھے بھلا دیں گے میں انھیں بھلا دوں گا
سب غرور ان کا میں خاک میں مِلا دوں گا (23)

منیر نیازی بلند آدرشوں کا شاعر ہے۔ منیرؔ کی شاعری مذہب، اقدار کی پاسداری اور دل کی سچائیوں کی مظہر ہے محبتوں کو بادلوں، کھلی فضاؤں اور آسمانوں کے خالق و مالک کی قدرتوں کے تبحر میں غوطہ زن رکھتے ہیں۔ حُسنِ فطرت، نیرنگیٔ ارتقاء اور جمالِ آدم کا خوبصورت امتزاج منیر کی شاعر کا کمال ہے۔ جہاں مذہبی تصورات کے ساتھ ساتھ فطرت، حُسنِ

فطرت اور اس کے خدوخال کا اجمالی ذکر بھی ان کی شاعری میں منفرد رنگ بھرتا ہے۔ کائناتِ جلال و جمال کا حسیاتی جائزہ ان کی رفعتِ پرواز کا امیں ہے

References

[1] Munir Niazi, Jungle Mein Dhanak, (Lahore: Gora Publishers 1994), 11.

[2] Al Qura'n Al Anbia:87.

[3] Munir Niazi, Dushmanon Kay Darmian (Lahore: Gora LPublishers) ,30.

[4] Munir Niazi, Pehli Baat Hi Akhri Thi, 30.

[5] Munir Niazi Tez Hwa Aur Tanha Phool, 77.

[6] Munir Niazi Tez Hwa Aur Tanha Phool,65.

[7] Munir Niazi, jungle Mein Dhanak, 74.

[8] Munir Niazi ,jungle Mein Dhanak ,77.

[9] Munir Niazi, Dushmnon K Darmian Sham, 31.

[10] Munir Niazi, Jungle Mein Dhanak, P:75

[11] Munir Niazi Mah-e-Munir, 81

[12] Munir Niazi Mah-e-Munir, 21.

[13] Munir Niazi Mah-e-Munir,46.

[14] Munir Niazi Mah-e-Munir,17.

[15] Munir Niazi Mah-e-Munir, 19.

[16] Munir Niazi, Jungle Mein Dhanak, 72.

[17] Munir Niazi, Chey Rangeen Darwazay, 15,16

[18] Munir Niazi, Chey Rangeen Darwazay,17.

[19] Munir Niazi, Dushmnon K Darmian Sham, 11.

[20] Munir Niazi, Aik Dua Jo Mein Bhool Gya Tha, 62.

[21] Munir Niazi, Pehli Baat Hi Akhri Thi, 21.

[22] Munir Niazi, Pehli Baat Hi Akhri Thi, 13,14.

[23] Munir Niazi,Dushmanon K Darmian Sham, 53.